بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار نور

قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۲۸ء

مسلمانوں آنکھیں کھول کر پڑھو

KHILAFAT LIBRARY

۲۳ مئی کا شیر پنجاب لکھتا ہے۔ کہ لالہ کرم چند ریٹائرڈ انگلش ٹیچر چونیاں ضلع لاہور نے اس بارہ میں ایک مضمون لاہور کے اخبار آریہ گزٹ کے کالموں میں شائع کرایا ہے۔ جس میں یہ افسوسناک امر درج ہے۔ کہ ضلع لاہور کے بہت سے دیہات میں سکھ زمینداروں کا ایک بڑا حصہ سکھ دھرم چھوڑ کر مذہب اسلام اختیار کر چکا ہے۔ اور بعض گاؤں تو سالم کے سالم مسلمان بن چکے ہیں۔ یہ حالت صرف گزشتہ چند سالوں میں ہوئی ہے۔ چند واقعات سنئے:

تحصیل چونیاں میں ایک بڑا ادبیں خاندان نکیوں کا ہے۔ اس خاندان کی سوشل پوزیشن کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ سردار کاہن سنگھ نکئی کی حقیقی پھوپھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ اور عوام میں رانی نکائین کے نام سے مشہور تھی۔ جس کے نام سے ایک بڑا وسیع مکان اب تک لاہور میں بنام "حویلی نکائین" موجود ہے۔ اس مشہور خاندان میں سے تقریباً نصف سے زیادہ اشخاص مسلمان ہو چکے ہیں۔ سردار کاہن سنگھ کا چھوٹا بیٹا سردار انیر سنگھ سے سردار عبدالعزیز بن چکا ہے۔ جو خود ذیلدار ہے۔ اور اس کا ایک بیٹا سردار دین محمد ریونیو اسسٹنٹ ہے۔ اور بیسیوں دیگر اشخاص جو سردار کاہن سنگھ کی اولاد میں سے ہیں۔ غلام قادر اور غلام نبی بن چکے ہیں۔ اور سنئے۔ اسی تحصیل چونیاں میں جو سردار کوڈر سنگھ موکل کا ایک بہت بڑا خاندان ہے اس خاندان کے بھی بہت سے ارکان مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ لاہور کے سردار عبدالرحمن پنشنر ڈپٹی کلکٹر انہار اور سردار حبیب اللہ بیرسٹر ممبر کونسل اسی خاندان سے تھے۔ یہ خاندان گذشتہ چند سالوں سے سکھ دھرم کو چھوڑ کر مسلمان ہوا ہے

اور سنئے۔ ... ایک چھوٹا سا گاؤں پتوکی ہے۔ (جس کے نام پر پتوکی منڈی بنائی گئی ہے) اس کی آٹھ پتیوں کے مالکوں میں سے جو پہلے سکھ تھے۔ ایک قلیل عرصہ میں پانچ پتیوں کے مالک مسلمان ہو چکے ہیں۔ ایک شخص پنجاب سنگھ سے محمد دین بنا۔ جس کا ایک لڑکا آج کل اس گاؤں کا نمبردار ہے۔ دوسرا فتح سنگھ سے فتح دین تیسرا سوداگر سنگھ سے سوداگر۔ چوتھا ارجن سنگھ سے چودھری ارجو۔ اور پانچواں سودین سنگھ سے غلام محمد بنا۔ دونو موخرالذکر اشخاص تین چار سال کے قلیل عرصہ میں مسلمان بنے ہیں۔

بڑی بڑی زمینوں کے مالک ایک دو سکھوں کا ہی اپنے دھرم سے تپت ہو کر مسلمان ہو جانا کچھ کم حیرت ناک نہیں۔ مگر جس حالت میں خاندان کے خاندان سکھ دھرم کو چھوڑ کر مسلمان ہو رہے ہوں۔ اس حالت میں کسی بھی ذمہ دار سکھ کا خاموش رہنا گناہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ ذمہ دار سکھ لیڈر اس طرف متوجہ ہوں۔ اور ان اسباب کے پتہ لگانے کی کوشش کریں۔ کہ سکھ مسلمان کیوں ہو رہے ہیں؟

نور۔ سکھ دوستوں کو اس بات کا پتہ لگانا کہ اس کثرت سے سکھ مسلمان کیوں ہو رہے ہیں۔ کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ یہ بات اب چنداں حل طلب نہیں رہی۔ کہ سکھ مذہب کے بانی شری گورو نانک دیو جی مہاراج کو اسلام کے ساتھ بہت انس تھا۔ اب اس گورو کے نام لیواؤں میں اپنے گورو کے خیالات کا عکس پڑنا ایک ضروری امر ہے۔ اور جو بھی سکھ دوست خالی الذہن ہو کر اس امر پہ غور کریگا وہ یقیناً اس نتیجہ پہ پہنچے گا۔ کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کو اسلام سے بہت ربط تھا۔

مگر مسلمانوں کو یہ بات کبھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ آج کل ایک یا دوسری وجہ سے سکھوں کی سیاسی ذہنیت کی گاڑی کا پہیہ کسی اور طرف ہی جا رہا ہے۔ وہ اس بات کو تو برداشت کر لیں گے۔ کہ ایک سکھ ہندو یا آریہ ہو جائے۔ مگر ان کے لئے یہ برداشت کرنا مشکل ہے۔ کہ کوئی سکھ مسلمان ہو جائے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ سکھ اور ہندو (آریہ) وغیرہ اب اس کی فکر میں ہیں۔ کہ بہت جلد کوئی ایسی کمیٹی بنائی جائے۔ جو نہ صرف آئندہ سکھوں کو مسلمان ہونے سے ہی روکے۔ بلکہ جو سکھ مسلمان ہو چکے ہیں۔ انہیں بھی نعوذ باللہ پھر اس ارتداد کے گڑھے میں گرانے کی کوشش کرے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے پاس روپیہ ہے۔ جتھہ ہے۔ اور انہیں کام کرنیکی اٹکل بھی آتی ہے۔ یہ لوگ شور کم مچاتے ہیں۔ اور کام زیادہ کرتے ہیں۔ راجپوتانہ کے ملکانوں کا ارتداد آریوں کے اس طریق عمل کا بہترین شاہد ہے۔ مجھے خطرہ ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ ہم تو بدستور خواب خرگوش میں محو رہیں۔ اور ہماری آنکھیں اسی وقت کھلیں۔ جب مخالف نہ صرف ہمارے سروں پر ہی پہنچ جائے۔ بلکہ کامیابی سے بھی ہم کنار ہو جائے۔ ملکانہ ارتداد کی مسموم کھچڑی تو کل دسترخوان پر آئی ہے۔ مگر میں نے ۱۹۱۰ء میں اس وقت مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا۔ جبکہ اس کھچڑی کے پکنے کا ابھی مشورہ ہی ہو رہا تھا۔ یا ابھی یہ چولھے پر چڑھی ہی تھی۔ اگر اسوقت مسلمان توجہ کرتے تو آج انہیں یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔ اسی طرح اب میں ان سکھ نومسلموں کے متعلق بھی مسلمانوں کو آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ عنقریب ان پر بھی ارتداد کا دھاوا ہونے والا ہے۔ اگر مسلمان اس روز بد کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ تو ابھی سے اس کا تدارک شروع کر دیں ورنہ جب بات ہاتھ سے نکل جائے گی۔ تو پھر لکیر پیٹنے سے کیا فائدہ۔ اب رہا یہ سوال کہ اس کا اپاؤ یا علاج کیا ہو سکتا ہے آج کل پروپیگنڈے کا زمانہ ہے۔ اور ہمیں بھی اس مؤثر ہتھیار سے ہی کام لینا پڑے گا۔ لہذا آپ کو چاہیئے۔ کہ اب سکھ نومسلموں اور سکھ محققوں کے ہاتھوں میں اخبار نور اور خاکسار اڈیٹر نور کی تصانیف کثرت سے پہنچا دیں۔ ضرورت تو یہ ہے کہ کوئی پڑھا لکھا سکھ ایسا نہ رہے۔ جس کے ہاتھ میں نور اور اڈیٹر نور کی تصانیف نہ پہنچ جائیں۔ اگر کم از کم ایک سال تک بھی آپ اس تبلیغی عزم سے کام لیں۔ تو خدا کے فضل سے آپ دیکھیں گے۔ کہ یہ تبلیغی پروپیگنڈا سکھوں کی ذہنیت کو کس طرح بدل دیتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اخبار نور اور اڈیٹر نور کی تصانیف سے بڑھ کر سکھوں میں تبلیغ کے لئے کوئی اور مؤثر تبلیغی حربہ ہو سکتا ہے۔ تو اسی سے کام لینا چاہیئے۔ بہر حال اب وقت عملی کام کا ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کا نہیں۔ ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ مگر

"پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

یہ موقعہ ہے توجہ کا اور یہی وقت ہے سنبھلنے کا۔ اب جو

ایک ردیہ نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔ دبا کے بُل جانے سے پونڈ بھی وہ اثر پیدا نہیں کر سکتا۔ لہذا ابھی سے بیدار ہو جاؤ۔ خدا بھی انہیں کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اکثر شوقین اور خواہشمند سکھوں کے خطوط نور سے مستفیض ہونے کے لئے دفتر میں آتے رہتے ہیں۔ اگر اپنے پہلو میں اسلام کے لئے درد رکھنے والے دوست اس طرف توجہ کریں۔ تو تبلیغ کے لئے ایک نیا دروازہ کھل سکتا ہے۔ اور اس سے کئی اہم نتائج پیدا ہو سکتے ہیں:۔

(۱) نور کا باقاعدہ مطالعہ کرنے والے سکھ دوست اسلام کے بہت قریب ہو سکتے ہیں۔

(۲) وہ بخوبی سمجھ سکیں گے۔ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے سکھ مذہب کس کے قریب ہے۔

(۳) مسلمانوں پر جو یہ الزامات لگائے جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے گورو صاحبان پر سختیاں کیں اس کی کیا حقیقت ہے

(۴) بعض جگہ جو سکھوں کی طرف سے اذان میں روک پیدا کی جاتی ہے۔ سکھوں میں نور کی اشاعت اس بندش کو دور کر سکتی ہے۔

(۵) نور کے مطالعہ سے سکھ مسلمانوں کے دوست ہو سکتے ہیں

کیا یہ مذکورۃ الصدر فوائد کچھ کم وزن رکھتے ہیں۔ اگر مسلمان دوست سکھوں کی موجودہ ذہنیت کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان پٹھانوں اور ترکوں جیسی شجاع قوم کی طرح سکھ قوم کو بھی اسلام کا خیر خواہ بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ نور کو بکثرت سکھ صاحبان کے نام جاری کرایا جائے۔

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

شوہر پرستی کا جذبہ

جاگرت لائل پور اپنے ۲۸/۵-۳۰ کے انشو میں لکھتا ہے کہ:۔

"شودوش کی رنگین) بدولت جب گندھاری نے سنا۔ کہ بیاہ ہونے والا پتی دہرت راشٹر آنکھوں سے اندھا ہے۔ تو اس نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ کہ جب میرا خاوند دنیا کے نظاروں سے محروم ہے۔ تو میرا کیا حق ہے۔ کہ میں ان سے لطف اٹھاؤں"

بیشک شوہر پرستی کا جذبہ ایک مبارک جذبہ ہے۔ مگر اسی وقت تک جبکہ اس کا جائز استعمال ہو۔ مذکورۃ الصدر اقتباس میں اس کے ناجائز استعمال کی جھلک نمایاں ہے یہ زیادہ اچھا ہوتا۔ کہ شریمتی گندھاری اپنے خاوند کی اندھی آنکھوں کا تندہی سے علاج کرتیں۔ نہ یہ کہ خود بھی خداداد نعمت سے محروم ہو جاتیں۔ اس ناجائز شوہر پرستی کے جذبہ نے بعض بیچاری ہندو مستورات کے لئے بہت کچھ مشکلات بھی پیدا کی ہیں۔

ناجائز جذبہ کا ناجائز استعمال

دور کیوں جاؤ۔ اسی ۲۸/۵-۳۰ کے انشو کا جاگرت لکھتا ہے۔ کہ:۔

"لائل پور میں بھی ایک ننگ خاندان ہے۔ جو اپنی عورت کو محض اس لئے دق کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے باپ سے موٹر لاکر کیوں نہیں دیتی۔ اس ننگ خاندان کا اپنی عورت سے مطالبہ ہے۔ کہ تمہارے باپ نے میری قدر نہیں کی۔ اگر میں کسی اور جگہ شادی کرتا۔ تو چالیس پچاس ہزار روپیہ جہیز میں ملتا۔ اب اگر تم اپنے باپ سے موٹر لاکر نہیں دو گی۔ تو یاد رکھو میں تمہارے باپ کی ہاں ہاں تمہارے والدین کی مٹی پلید کرانے کے لئے تمہیں بازار میں بٹھانے سے بھی پرہیز نہ کروں گا"

یہ اقتباس جس قدر تکلیف دہ ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مگر اس شخص کے دل میں یہ بات کیوں پیدا ہوئی محض اس لئے کہ وہ یہ بخوبی سمجھتا ہے۔ کہ ایشیائی عورتوں میں شوہر پرستی کا مادہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ اور دوم جس طبقہ میں طلاق یا خلع کی کوئی صورت نہ ہو۔ وہاں فریقین کے لئے اور بالخصوص عورتوں کے لئے جس قدر مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

سکھ تاریخ میں نئی دستبرد

شیر پنجاب اپنے ۲۳ رمئی کے انشو میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"سکھ مورخوں نے جنہیں مورخ ہونے کے باوجود فن تاریخ نویسی سے کوئی مس نہ تھا۔ گورو ارجن دیو کی شہادت کو جہانگیر کے ایک ... دیوان چندو ناحی کی دشمنی کا نتیجہ بیان کیا ہے۔ جو چندو مذکور کی لڑکی کا ناطہ شری گورو ہرگوبند صاحب کے لئے قبول نہ کرنے کے باعث پیدا ہوئی تھی۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے"

آگے چل کر یہی اخبار شری گورو ارجن دیو جی کے اس حادثہ کو مسلمانوں کی طرف منسوب کرتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ سکھوں کے مسلمہ مورخ اور ان کی چھان بین آج سینکڑوں سالوں کے بعد اڈیٹر صاحب شیر پنجاب کے نزدیک قطعی غلط ہے۔ اب اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ اس وقت سکھ تاریخ ہندوستان کی موجودہ فضاء اور ذہنیت کی موجودگی میں تیار ہو رہی ہے اس طرح کی مرتب شدہ تاریخ کہاں تک اپنے اعتبار اور وقار کو قائم رکھ سکتی ہے۔ میرے خیال میں کسی اور کی نسبت یہ جدید مؤلف اسے زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

سکھ مذہب کی تبلیغ نئے سانچے میں

یہی ۲۸/۵-۲۳ کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ:۔

"گورو گھر کے ہر پیرو کو خواہ وہ سہج دھاری ہو یا نرنکاری۔ سیوا پنتھی ہو یا نانک پنتھی۔ مساوی سیاسی حقوق عطا کئے جائیں۔ کیس دھاری سنگھوں کو کسی قدر قربانی کے ساتھ اپنے دوسرے ہم مذہب بھائیوں کو اپنے ساتھ پولٹیکل میدان میں کھڑا کرنا ہوگا۔ پنتھ کے ایک مشہور سیوک نے تجویز پیش کی ہے۔ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو سہج دھاری سکھ بنانے کے لئے پول کا کوئی پرانا طریق از سر نو رائج کیا جائے۔ اور اگر ایسا کیا گیا۔ تو اکیلے لاہور سے ہی سینکڑوں اعلیٰ تعلیمیافتہ معزز و مقتدر ہندو مسلمان سکھ بن جائیں گے۔ یہ بھی ایک بڑا مورچہ ہے جسے ہم نے سر کرنا ہوگا۔ اور اس کے سر ہوتے ہی پنجاب کے ٹکڑے کا غیر سکھ ایک اونکار ست نام واہگورو کی دھنی کے سوا اس پوتر دھرتی سے اور کوئی صدا بلند نہ ہوگی۔ یہ کام ایک سہج دھاری کانفرنس میں سر انجام پانا چاہیئے۔ اور کسی پوتر آتما ہستی کو اس کی ابتدا کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے"

ہو سکتا ہے۔ کہ بعض لوگوں کو یہ خیالی پلاؤ ہی نظر آئے مگر ہر ہونے والی تحریک کی ابتدا ہمیشہ کمزور ہی ہوا کرتی ہے مگر آہستہ آہستہ وہ زیادہ مضبوط بن جاتی ہے۔ جہاں دوسرے لوگوں کو یہ حق ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کریں۔ وہاں سکھوں کو بھی یہ حق ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بھی اپنے مذہب کی اشاعت سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ مگر اس مذکورۃ الصدر طریق

ے میں سمجھتا ہوں۔ کہ سکھ صاحبان اپنے مذہبی ضوابط کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ کیونکہ سوائے امرت دہاری سکھ کے سکھوں میں کسی اور کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ کچھ عرصہ ہؤا۔ امرت سر کے ایک حلقہ سے ایک سہج دہاری سکھ میونسپلٹی کی ممبری کے لئے بطور امیدوار کھڑا ہؤا تھا۔ اس وقت خود شیر پنجاب دلائل گزٹ کے ایڈیٹر نے جو مخالفت کی تھی۔ اس کا سب ریکارڈ ان کے اخبار میں موجود ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

تحریک شدھی اور آریہ

۲۳ مئی کا جاگرت لکھتا ہے کہ:۔ "لائل پور میں آریہ سماج کے ایک سنیاسی جی مہاراج پدھارے تھے۔ ان دنوں ہندو سنگٹھن پر دھواں دھار تقاریر ہؤا کرتی تھیں۔ اور سنیاسی جی نے بھی اپنے اس دورے میں شدھی اور سنگٹھن کا ناد بجاتے ہوئے ایک ولولہ انگیز تقریر کی تھی۔ مگر رات کو جب خاص خاص آریہ سماجی مہاشے سوامی جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک نے شکایت کی کہ مہاراج! اب سناتن دہرمی ہمیں کام کرنے نہیں دیتے۔ انہوں نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے" اس پر سنیاسی جی مہاراج نے فرمایا تھا۔ کہ تم نیتی سے کام لو۔ اور سناتن دہرم سبھاؤں میں گھس جاؤ"

آریہ سماج کا یہ جذبہ قابل قدر ہے۔ ہر ایک آدمی کا یہ حق ہے۔ کہ وہ اپنی تحریک کو بار آور بنانے کے لئے ہر جائز ذریعہ سے کام لے۔ چنانچہ اس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اب سناتنیوں کا بیشتر حصہ شدھی اور سنگٹھن کے نقطۂ خیال سے آریوں کا ہم خیال ہے۔ اگر ہم مسلمان بھی اپنے مخالفوں کو ہم خیال بنانے کے لئے اس قسم کے اپائے سے کام لیں۔ اور ان کے یہ ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں۔ کہ ہم کم از کم مشترکہ امور میں ایک سے ہیں۔ تو مسلمانوں کے بھلے دن بھی بہت جلد آسکتے ہیں۔

اسلام کی فتح

یہی جاگرت آگے چلکر لکھتا ہے۔ کہ:۔ "اب ہم اخبارات میں سناتن دھرم سبھا جموں کا ایک ریزولیوشن پڑھ رہے ہیں۔ کہ اگرچہ ودھوا بواہ کا جواز ویدادی شاستروں میں نہیں پایا جاتا۔ مگر موجودہ وقت میں اس کو رائج کر دیا جائے۔ تو کوئی ہرج نہیں"

کیا یہ اسلامی اصولوں کی بین فتح نہیں۔ کیا سناتنی اور آریوں کے دل اسلام کے فطرتی اصولوں کے سامنے نہیں جھک رہے۔ کیا ان کے دل اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ درحقیقت ا[illegible]ور ایک ہمہ گیری کی صفت رکھتے ہیں۔ نہ تو آریوں [illegible] ودھوا بواہ جائز ہے۔ اور نہ سناتنیوں کے ہاں مگر ضرورت زمانہ نے انہیں مجبور کر دیا۔ کہ یہ اسلامی شاستروں کی پیروی کریں۔ اور یہ رو اسلام کے لئے بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اگر یہ آج دل سے اسلامی خوبیوں کو مانتے ہیں۔ تو کل کوئی ایسے دلاو[illegible] نکل آئینگے۔ جو زبان سے بھی اعتراف کرنے لگ جائیں گے۔

بھائی پرمانند اور جات پات توڑک منڈل

اس عنوان سے ۲۳ مئی کا جاگرت لکھتا ہے کہ:۔ "بھائی پرمانند جی جات پات توڑک منڈل کے بانی ہیں روح رواں ہیں۔ مگر ذات پات توڑک منڈل کے حامیوں کو بھی بھائی جی کے خلاف یہ شکایت ہوگئی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کیوں ذات پات توڑ کر نہیں کی۔ بھائی جی کے شردھالو بھگت یہی پوچھتے ہیں۔ کہ آپ اپنی لڑکی کی شادی کسی بھنگی سے نہ کرتے۔ کسی شودر سے بھی نہ کرتے۔ کسی ویش کھتری سے کر دیتے یا آزادانہ طور پر کسی برہمن سے ہی کر دیتے۔ مگر آپ نے تو اپنی برادری کی حدود کو بھی نہیں توڑا۔ اور لوگوں سے یہ اپیلیں کر رہے ہیں۔ کہ ذات پات کے بندھنوں کو توڑ کر اپنی لڑکیوں کی شادیاں بھنگیوں چماروں سے کرو۔ کیا یہ باتیں کہنے کے لئے ہیں؟ یا بھائی جی دوسروں کی ہی مٹی برباد کرنا چاہتے ہیں"

اعتراض بجا ہے۔ جب بھائی جی دوسروں کو جات پات توڑ کر شادی کرنے پر لمبے لمبے ہاتھ نکال کر اشتہار دینے کو تیار رہتے ہیں۔ جب دوسروں کو بھنگی چماروں کی لڑکیاں دینے کی نصیحت کرتے ہیں۔ جب آپ جات پات توڑک منڈل کے بانی اور روح رواں ہیں۔ تو اپنے لئے کیوں دوسرا راستہ تلاش کرتے ہیں؟ کیا گھر کو لگے تو ہی آگ ہے۔ دوسروں کے گھروں میں بسنتر دیوتا ہی ہوتا ہے۔

ہندو دھرم کی تعریف

اخبار "لوگ پرلوک" اپنے ۱۳ مئی کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔ "ہم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ جو ہندو سنگٹھن چاہتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ہندو کا ہندو پن کیا ہے؟ بہت سے لوگ تو یہی سمجھتے ہیں۔ کہ ہندو تو کوئی ایک قوم ہی نہیں ہے۔ نہ کوئی ایک دھرم ہے۔ اور اس لئے ہندو کی کوئی تعریف نہیں ہوسکتی۔ مگر یہ کہتے ہوئے بھی وہ اس بات سے انکار نہیں کرتے۔ کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ ہندوستان یا ہندوستان کے باہر جو کوئی ہندو ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں۔ کہ ہم ہندو ہیں۔ اور دوسرے لوگ بھی یہ جانتے ہیں۔ کہ یہ ہندو ہیں۔ بات ثابت ہے۔ کہ جب ہیں۔ تب کچھ نہ کچھ ہندو ازم بھی ہے۔ اس ہندو ازم کو ہم ہندو دھرم کہ سکتے ہیں"

کیا کسی کو سمجھ میں آیا کہ ہندو دھرم کسے کہتے ہیں۔ دراصل خود ہندو کہلانے والے بھی ہندو دھرم کی تعریف سے عاجز ہیں۔ مگر تعجب یہ ہے۔ کہ وہ فرقے جن کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر ایک لفظ جس کی کوئی تعریف نہیں۔ "ہندو" کے تحت اپنی مشترکہ اغراض کے لئے ایک ہیں۔ مگر دوسری طرف مسلمان جن کے قواعد ضوابط بہت حد تک مشترکہ ہیں۔ مگر اور تو اور وہ مشترکہ اغراض میں بھی ایک نہیں ہوسکتے۔ کیا ترقی کے یہی لچھن ہیں؟

بغداد آریہ سماج اور مسلمان

کئی سالوں سے بغداد میں آریہ سماج قائم ہے۔ مگر اندر ہی اندر یہ سماج جس طرح ناواقف مسلمانوں کو ارتداد کے گھڑے کی طرف لے جا رہی ہے۔ اس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں تھیں۔ مگر حسب عادت مسلمان خواب خرگوش میں مست ہیں۔ یہی اخبار "لوک پرلوک" اپنے ۱۳ مئی کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ:۔ "گذشتہ ۲۹ اپریل کو بغداد میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ہؤا۔ مسلمانی حکومت (عراق) کی اس راجدھانی میں ۹ سال سے آریہ سماج قائم ہے۔ اور یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ آریہ سماج اور آریہ سماج کے ساتھ مسلمانوں کا بہت اچھا تعلق ہے۔ آریہ سماج کے اس نویں سالانہ جلسہ کے موقع پر بڑے بڑے عالم مسلمان تشریف لائے تھے۔ اور وہاں ان کے دیا کھیان بھی ہوئے۔ اس اتسو کی رپورٹ ہندوستان میں بھیجنے والے سجن بھی ایک مسلمان ہی ہیں۔ جنہوں نے اپنا مسلمانی نام نہیں بدلا ہے۔ اور جو سماج کے سکرٹری ہیں"

مسلمانو! یہ اقتباس دیدہ عبرت وا کر کے پڑھو۔ اگر ہمارے یہی لیل و نہار رہے۔ تو اس کا منحوس نتیجہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اگر اب بھی خواب[illegible] سے کروٹ بدل سکے تو

ہاتھ سے گئی ہوئی بات قابو میں آسکتی ہے ؀

حالات متعلقہ جناب خانصاحب فرزند علی مسلم مشنری لنڈن

۲۳ر اپریل کو قادیان سے عازم لنڈن ہوئے۔ ۲۲ر کی رات فیروزپور ٹھیرے۔ جماعت نے ایڈریس پیش کیا۔ جماعت قصور نے بھی سٹیشن پر ہی ایڈریس دیا۔ راستہ میں بٹالہ۔ قصور۔ فیروزپور۔ آگرہ۔ دہلی۔ سہارنپور۔ میرٹھ وغیرہ کی جماعتیں ملاقات کے لئے آئیں۔

۲۶ر اپریل کو جہاز پر سوار ہوئے۔ ۱۶ر مئی کو مارسیلز سے تار آیا۔ ۲۲ر مئی کو لنڈن سے تار آیا۔ کہ ۲۱ر کو پہنچ گئے ہیں۔ ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کے عہد میں لنڈن کا مشن خوب پھلے پھولے اور اور آپ فتح و نصرت سے واپس تشریف لائیں ؀

مفت لیجئے

سکھوں میں تبلیغ کے لئے اذان کا گورمکھی ٹریکٹ دفتر نور میں موجود ہے۔ خواہشمند احباب سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کرنے کے لئے صرف ۱/ محصولڈاک بھیجکر مفت طلب کریں۔ جہاں دیہات میں سکھوں کا زور ہو۔ اور یا شہروں اور قصبوں میں فہمیدہ سکھوں کی آبادی ہو۔ انشاء اللہ یہ لٹریچر بہت مفید ہوگا ؀

شہر یار دکن زندہ باد
خسروانہ فیاضی کا تازہ کرشمہ

اعلیٰحضرت حضور نظام خلداللہ تعالےٰ ملکہٗ وسلطانہ کی طرف سے فرمان صادر ہوا ہے۔ کہ بلدہ حیدرآباد کے تمام بے کس و نادار بیوہ عورتوں کو بلا لحاظ مذہب و ملت ماہوار امداد دی جائے گی۔ چنانچہ پولیس اس وقت نادار بیوہ عورتوں کی فہرست مرتب کر رہی ہے ؀ یہ وہ خوبی ہے۔ جو ہمیں سوائے حیدرآباد کے اور کہیں نظر نہیں آتی۔ انصاف پسندی اور حق جوئی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ نہ صرف مسلمان ہی بلکہ ہندو بھی ایسے اوصاف حمیدہ رکھنے والے تاجدار کی درازی عمر اور اقبال کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور صدق دل سے دعا کریں ؀

ضروری اطلاع

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ یاد رہے کہ نور اخبار کا رجسٹرڈ نمبر ہے۔ آپ کا نمبر وہ ہے۔ جو آپ کے نام کے پہلے ہے ؀

مراسلات

KHILAFAT LIBRARY

بدنصیب سے نیک بخت قمر

(از قلم محبوب خالد ابن جناب خانصاحب فرزند علی صاحب مسلم مشنری لنڈن)

(۱)

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

(۱)

قمر کی شادی کو ایک ماہ گذر چکا ہے۔ اس نے اس دنیا میں اور بھی متعدد "ماہ" گذارے تھے۔ مگر اس "ماہ" جیسا "پرلطف ماہ" اسے اپنی زندگی میں کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ وہ انٹرنس کا امتحان دے چکا تھا۔ نتیجہ بھی نکلنے ہی کو تھا۔ کہ اس کے والدین نے اس خیال سے کہ ایک دو ماہ میں ملازمت مل جائیگی۔ اس کی شادی کر دی۔

قمر کچھ بہت ہی ناعاقبت اندیش واقع ہوا تھا۔ وہ طالب علمی کے زمانہ میں بھی والدین کے افلاس کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے پسینے کے کمائے ہوئے مال کو بہت بیدردی سے ضائع کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے والدین کو اس کی تعلیم بہت گراں معلوم ہوتی تھی۔ بعض دفعہ اس کو کسی اور کام میں لگانے کا بھی خیال پیدا ہوا۔ مگر بعض بزرگوں کے کہنے سننے سے انہوں نے ایسا نہ کیا۔

شادی کے موقعہ پر اس میں اور اضافہ ہوگیا۔ کچھ تو پہلے ہی ماشاء اللہ رنگین طبع پائی تھی۔ کچھ خدا نے بیوی ایسی دی۔ جو موجودہ فیشن کی دلدادہ تھی۔ پہلے دن ہی آرڈرز شروع ہوگئے۔ واٹرمین۔ فونٹین پن۔ سونے کی انگوٹھی۔ رائٹنگ پیڈ۔ رسٹ واچ۔ ٹوتھ پیسٹ۔ براؤن بوٹ۔ ساڑھیاں۔ سارھی پن۔ پوڈر وغیرہ وغیرہ تمام لوازمات حاضر کئے گئے۔

(۲)

آج قمر کا نتیجہ نکلا ہے۔ خدا کے فضل سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوا ہے۔ شام کے وقت بالاخانے کے صحن میں ہم قمر کو اپنے والد اشرف کے ساتھ ٹہلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اشرف قمر سے یوں مخاطب ہوئے:۔

اشرف:۔ قمر بیٹا! اب تم کل ہی درخواستیں لکھ کر پی ڈبلیو ڈی۔ پولیس۔ ریلوے وغیرہ میں بھیجدو۔ خدا کرے جلد تمہیں کوئی ملازمت مل جاوے ؀

قمر:۔ ابا جان! میں نے ڈرافٹ تو آج بنا لیا تھا۔ کل انشاء اللہ ٹائپ کروا کے بھیج دوں گا ؀

قمر نے دوسرے دن مختلف دفاتر میں درخواستیں بھیج دیں۔ لیکن افسوس کہ چند دن کے بعد کسی جگہ سے "نو ویکنسی" کسی جگہ سے "نوٹ وانٹڈ" وغیرہ جوابات موصول ہونے لگے۔

اشرف بہت حیران تھے۔ کہ قمر کی تعلیم پر اتنا روپیہ خرچ بھی کیا۔ اب کوئی ملازمت ہی نہیں ملتی۔ آخر وہ اپنے ایک دوست ارشد کے پاس اس کے متعلق مشورہ لینے گئے۔ ارشد بیٹھک میں بیٹھے تھے۔ اشرف کو دیکھتے ہی یوں گویا ہوئے:۔

ارشد:۔ واہ بھئی اشرف! آپ تو عید کا چاند ہوگئے۔ کبھی نظر ہی نہیں آتے۔

اشرف:۔ بھئی کیا کروں۔ تفکرات ہی نہیں چھوڑتے۔ قمر پر پہلے تو تعلیم دلواتے ہوئے روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ بعد میں شادی پر بہت کچھ خرچ کیا۔ اب جبکہ اس نے انٹرنس کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اسے کوئی ملازمت ہی نہیں ملتی۔

ارشد:۔ اشرف! یہ تو تم جانتے ہو نا۔ کہ آج کل پیسے کے بغیر کوئی بات نہیں کرتا۔ میں نے کل سنا ہے۔ کہ پی ڈبلیو ڈی میں ایک کلرک کی جگہ خالی ہے۔ میں صبح وہاں جاؤنگا مگر روپیہ کے بغیر کام نکلتا نظر نہیں آتا۔

اشرف:۔ اچھا اگر روپیہ کی ضرورت ہے۔ تو یہ لو دس روپیہ اس مصیبت سے تو خلاصی ہو ؀

(۳)

قمر اب چالیس روپیہ کا ملازم ہے۔ ایک دن قمر معہ اہلیہ کے والدین کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اشرف یوں گویا ہوئے۔

اشرف:۔ قمر کی اماں! میرے خیال میں کیونکہ قمر ملازم ہو چکا ہے۔ یہ روپیہ ان کے گذارہ کے لئے کافی ہونگے۔ ان کو علیحدہ کر دینا چاہیئے۔

صغریٰ:۔ ہاں میں بھی اس امر میں آپ کے ساتھ متفق ہوں۔ کیوں قمر؟ تمہاری اس میں کیا رائے ہے؟

قمر:۔ ابا جان! ہم آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ کچھ نہ کچھ

KHILAFAT LIBRARY

خدمت ہی کرتے تھے۔ علیحدہ ہونے پر اس تھوڑی بہت خدمت سے بھی محروم ہو جاویں گے ؛

صغریٰ:۔ تمہیں خدا سلامت رکھے۔ خدمت تو کرتے ہی تھے۔ مگر اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہیں علیحدہ کر دیا جائے۔

قمر:۔ اچھا اماں جان! جس طرح آپ چاہیں کریں۔ ہم اس میں کوئی دخل نہ دینگے۔

اشرف:۔ بیٹا! یہ بات خوب یاد رکھنا۔ کہ ہمیشہ سمجھ سوچ کے خرچ کرنا چاہیئے۔ اتنی دیر تو خدا کے فضل سے کوئی پروا نہ تھی۔ جو ضرورت ہوتی تھی۔ پوری کرتے تھے۔ مگر اب تم علیحدہ ہو رہے ہو۔ ۴۰ روپیہ میں ہی گذارہ کرنا ہوگا ؛

صغریٰ:۔ ہاں قمر میں بھی تجھے یہی کہنے والی تھی۔ دیکھنا کہیں قرض کی عادت نہ ڈالنا۔ ہمیشہ کچھ نہ کچھ ضرور بچاتے رہنا۔ اسراف کو پاس تک نہ آنے دینا۔ بیٹیا! اس سے جو برُے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ وہ تو تمہیں معلوم ہی ہیں دکانوں کو جھوکے) اوئی اوئی۔ وہ رحیم بخش یاد ہے نا کیسے بھیک مانگ مانگ پیٹ بھرتا پھرتا تھا۔ بیٹا! اسراف کا ہی تو یہ نتیجہ تھا۔ ورنہ پہلے اس کے پاس مال و دولت کچھ کم نہ تھی۔

قمر کے لئے یہ نصیحت بہت ہی مؤثر ثابت ہوئی۔ وہ اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس کرنے لگا۔ کہ کیوں والدین کی پسینے کے کمائے ہوئے روپیہ کو اس طرح بے رحمی سے ضائع کیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور یوں گویا ہوا:۔

قمر:۔ اماں جان! پہلے تو کسی قسم کا خیال نہیں تھا کھلا ملتا تھا۔ جس طرح چاہتا تھا۔ خرچ کرتا تھا۔ اب تو یہ معلوم ہی ہے۔ کہ چالیس روپیہ ہی ہیں۔ اسی میں گذارا کرنا ہے۔ آپ کسی قسم کی فکر نہ کریں۔ انشاءاللہ میں ضرور آپ کی نصیحت پر کاربند ہوں گا ؛

(۴)

قمر کو آج علیحدہ ہوئے ایک مہینہ گذر گیا ہے۔ آج تنخواہ بھی ملی ہے۔ قمر نے تو ارادہ کیا تھا۔ کہ اس تنخواہ میں سے دس روپیہ ضرور بچاؤں گا۔ لیکن بیگم صاحبہ کے پہلے ہی آرڈر ہیں۔ پندرہ خرچ ہو گئے ہیں۔

"اچھا اگلے ماہ ضرور بچاؤں گا"

کہتے ہوئے اس نے اپنے دل کو تسلی دی۔

اب قمر نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ ہر ماہ دس روپیہ ضرور ہی بچایا کروں گا۔

اگلے مہینہ کی تنخواہ لے کر جب قمر گھر آیا۔ تو جھٹ ثریا نے ایک رقعہ دیا۔ کہ یہ اشیاء بہت ضروری ہیں۔ آج ہی لا دو۔

قمر:۔ دیکھو نا ثریا! تمہیں اس بات کا مطلق خیال نہیں۔ کہ اماں جان نے اس دن کیا کہا تھا۔ پہلی تنخواہ میں سے تو میں نے لا دیا۔ اب ہر دفعہ تو نہیں ہو سکتا۔

ثریا:۔ تم تو جب کہو۔ جب میں کوئی ایسی ویسی چیز مانگوں۔ مہینہ سے گرگابی ٹوٹی ہوئی ہے۔ رومال ایک پاس نہیں۔ جرابیں پھٹی پڑی ہیں۔ اب کہیں جانا پڑ جائے تو کیا کروں۔ پوڈر کا نام و نشان نہیں۔ تم تو یوں کہتے ہو جیسے کہ میں پیچھے گھر میں ڈالے جاتی ہوں۔ دیر سے دیکھتی تھی۔ تنخواہ آئے تو کہوں۔ آج آئی ہے۔ تو تم نے یہ نیا گل کھلایا ہے۔ ع

جب ٹوکتے ہیں غیظ تب آتا ہے شیر کو

قمر:۔ چولھے میں جائے تمہاری گرگابی۔ یہیں کھانے کو روٹی نہیں ملتی۔ اس کو گرگابی کی سوجھی ہے۔

جب ثریا کی کچھ پیش نہ گئی۔ تو برقعہ پہن یہ جا وہ جا۔ اپنے چچا عظیم اللہ کے گھر پہنچ گئی۔ اور جاتے ہی رونا چیخنا شروع کر دیا۔ گھر والے مشوش ہوئے۔ کہ کیا بات ہے جب ثریا نے ان کو تمام باتیں بتائیں۔ تو وہ بھی اسی کے حامی ہو گئے اور لگے اناپ شناپ بولنے:۔

"گھر میں روٹی نہیں تھی۔ تو ہماری لڑکی کا ہے کو لی تھی۔ کسی گڈریئے سے جا رشتہ کرتے۔ میں بدلہ نہ لوں۔ تو نام بدل دینا۔ انہوں نے سمجھا ہی کیا ہے۔ آج ہی درست کرتا ہوں۔ ثریا! کوئی فکر نہ کرو۔ ہم جو موجود ہیں۔ کسی کی کیا مجال کہ کچھ کہہ جائے۔

(۵)

آسماں کے ظلم ان کے جور یا تقدیر کے
آج پر کیا منحصر ہے عمر بھر دیکھا کئے

دوسرے دن علی الصباح عظیم اللہ قمر کے ہاں گئے۔ انہوں نے اس قدر شور ڈالا۔ کہ سارا محلہ اکٹھا ہو گیا۔ گالیاں اس قدر کہ دیہاتی بھی شرما جائیں۔ توبہ! توبہ!! خدا کی پناہ!!!

آخر قمر نے تنگ آ کر مجبوراً مان ہی لیا۔ کہ میں یہ چیزیں لادوں گا۔ تب کہیں جا کر ثریا گھر واپس آئی۔

قمر کو خیال آیا۔ کہ میں نے عہد کیا تھا۔ کہ اگلے ماہ سے ضرور بچاؤں گا۔ اس نے اپنے دل کو یہ کہتے ہوئے تسلی دی۔ کہ اچھا

"اگلے ماہ ضرور بچاؤں گا"

اس دفعہ مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا۔ کیونکہ قمر کو ثریا کی عادات سے اچھی طرح واقفیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ اس سے بہت متنفر ہو چکا تھا۔ اور دوسری شادی کی فکر میں تھا۔

اگلی تنخواہ پر بھی ثریا نے حسب معمول آرڈرز دیئے۔ لیکن قمر نے ذرا پرواہ نہ کی۔ اس کی حرکات سے ناراضگی کا اظہار ہوتا تھا۔ ثریا نے پھر ضد کی۔ تو قمر اس سے یوں مخاطب ہوا:۔

قمر:۔ ثریا میں تیری باتوں سے تنگ آ چکا ہوں۔ اب اگر مجھے زیادہ دق کریگی۔ تو میں طلاق دینے پر آمادہ ہو جاؤنگا۔

ثریا:۔ یہ دھمکی کسی اور کو دو۔ مجھے طلاق کی کیا پرواہ۔ سچ کہوں۔ مجھے تو تمہاری شکل سے ہی نفرت تھی۔ والدین نے شادی کر دی تو کیا کرتی۔ اب اور مجھے کیا چاہیئے ؛

قمر:۔ اچھا پھر لاؤ قلم دوات ابھی طلاق نامہ لکھے دیتا ہوں ؛

(قمر نے کاغذ لے کر اس پر کچھ لکھا اور ثریا کو دیدیا)

(۶)

قمر کی شادی ایک اور جگہ ہو گئی ہے۔ قمر کو زیادہ تر یہ رشتہ اس لئے پسند ہے۔ کہ وہ سادی طبیعت کی عورت ہے ماشاءاللہ حسن میں بھی دوبالا۔ آج قمر کی تنخواہ مل گئی ہے۔ ہم رات کے وقت دونو کو بیٹھے باتیں کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

قمر:۔ میرے بوٹ ٹوٹ گئے ہیں۔ سات روپیہ اس کے لئے چاہیئے۔ کپڑے بھی سلانے ہیں۔

رقیہ:۔ خواہ مخواہ سات روپیہ خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دو اڑھائی روپیہ کی جوتی خرید لو۔ گذارہ ہی کرنا ہے۔ بوٹ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دفتر سے نکال تو نہیں دیگا۔ میری گرگابی ٹوٹ گئی تھی۔ دو روپے کے سلیپر لے لئے ہیں۔

قمر :- بات تو ٹھیک ہے۔ اچھا اسی طرح کروں گا۔

قمر نے آہستہ آہستہ تمام قرضہ اتار دیا۔ اور جمع کرنا بھی شروع کر دیا۔

(۷)

اس وقت قمر کی عمر پینتالیس ۴۵ سال کے قریب ہے۔ ماشاء اللہ پانچ بچے ہیں۔ اس نے اس وقت تک دس ہزار کے قریب روپیہ جمع کر لیا ہے۔

اچانک قمر پر نمونیہ کا حملہ ہوا۔ جس نے بہت خطرناک صورت اختیار کر لی۔ وفات سے دو گھڑی پہلے۔ جبکہ اس کے پاس رقیہ بچوں کے ساتھ غمگین بیٹھی تھی۔ قمر یوں مخاطب ہوا :-

قمر :- پیاری رقیہ! میں تم سے بہت خوش ہوں۔ کہ تم نے میری بہت ہی خدمت کی۔ میں اس کا اجر تمہیں نہیں دیسکتا۔ خدا تعالےٰ ہی دیگا۔ اس وقت میرا دس ہزار روپیہ جمع ہے وہ میں تمہارے اور اپنے بچوں کے لئے چھوڑ چلا ہوں۔ انشاء اللہ بچوں کے جوان ہونے تک کیلئے کافی ہوگا۔ بعد میں خدا حافظ!

رقیہ :- (شدت غم کی وجہ سے آنکھیں پرنم ہیں۔ وہ باوجود کوشش کے بول نہ سکی)

مجید : اماں! ابا کیا کہتے ہیں :-

رقیہ :- (ہچکی بندھی ہوئی ہے) بیٹا...... کچھ...... نہیں...... یونہی...... بے ہوشی...... میں...... بول...... رہے ہیں۔

تین بجے شام کے قریب قمر کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۸)

قمر کی وفات کا رقیہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اس نے کئی دن تک پیٹ بھر کر نہ کھایا۔ بچوں کا بھی یہی حال تھا۔ دو ماہ کے بعد خرچ ختم ہونے پر انہوں نے اپنے جمع شدہ روپیہ میں سے لینا شروع کر دیا۔ تمام بچے تعلیم میں معروف تھے۔ آج مجید کا ریزلٹ بھی نکل آیا ہے۔ انٹرنس کے امتحان میں فسٹ ڈویژن میں پاس ہوا ہے۔ تھوڑی تلاش کے بعد اسے ملازمت مل گئی۔ اور باقی حصہ زندگی انہوں نے خوش و خرم بسر کیا۔

مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا پہلا قدم

KHILAFAT LIBRARY

موجودہ زمانہ میں مسلمان مالی لحاظ سے اس قدر کمزور ہیں۔ کہ کوئی قوم خواہ وہ تعداد میں ان سے کئی درجے کم ہو۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہے۔ ایک اجنبی ایک راہ چلتا ہوا مسافر مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر فوراً سمجھ جاتا ہے۔ کہ یہ قوم دن بدن پستی کی طرف جا رہی ہے۔ وہ محسوس کر جاتا ہے۔ کہ اسلام کی کشتی اس وقت بھنور میں ہے۔ اب ڈوبی کہ اب ڈوبی۔ مگر دوسری طرف ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ کہ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں۔ وہ خوابِ خرگوش میں مبتلا ہیں۔ اپنے کانوں سے اپنی تباہی کی باتیں سنتے اور اپنے آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور وہ گویا اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلا رہے ہیں۔ کوئی سمجھائے تو سمجھتے نہیں۔ کوئی صحیح راستہ دکھائے تو دیکھتے نہیں۔ کوئی صحیح بات بتائے تو ایک کان سے سن کر دوسرے کان نکال دیتے ہیں۔

ایک دردمند دل رکھنے والا شخص ان کی یہ حالت دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاوے گا۔ مگر مریض سے صرف اظہاری ہمدردی ہی کافی نہیں۔ کوئی علاج سوچنا چاہیئے۔ جس سے مرض جڑوں سمیت اکھیڑ باہر پھینک دی جاوے۔ مسلمانوں کی یہ مرض مفلسی ہے۔ اور اس کی اصلاح اقتصادی حالت پر قابو پانا ہے ؎

آنکہ شیراں را کند گربہ مزاج
احتیاج! احتیاج!! احتیاج!!!

اپنی ہمسایہ قوم پر ایک غور کن نظر ڈالئے۔ یہ وہ قوم ہے۔ جس نے شروع سے ہی تجارت کو عزیز سمجھا اور مسلمانوں نے اس پیشہ سے نفرت کی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ مسلمانوں کی جڑیں کمزور ہوتی گئیں۔ اور ہندو مالی لحاظ سے دن بدن بڑھنے لگے۔

میرے پیارے بھائیو! یہ تجارت تمہاری کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔ جب تک اس پر نہ چڑھو گے۔ آگے کامیابی کی امیدیں لگانا ہوائیں قلعے تعمیر کرنا ہے۔ یقیناً یقیناً اگر اس پر عمل کرو گے۔ تو کامیابی کے دن خود بخود آ کر تمہارے دروازوں پر دستک دینگے۔ اور تم ایک بار پھر اسی حظ سے حظ اٹھاؤ گے۔ اور اسی سرور سے بہرہ ور ہو گے۔ جو تمہارے اپنے ہی قصوروں اور تمہاری اپنی ہی بد اعتدالیوں کی وجہ سے تم سے روٹھ کر تمہاری ہمسایہ قوم کے گھر جا بیٹھا۔

اب بھی وقت ہے۔ ہمت کرو گے۔ تو سب کچھ ہو جائیگا۔ یہی ایک چیز ہے۔ جو تمہیں ایک گڑھے سے نکال کر ایک پہاڑ پر بٹھا سکتی ہے۔ تم کس کے انتظار میں ہو۔ کیا کوئی شخص باہر سے تمہاری مدد کو آوے گا۔" خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی آپ مدد کرتا ہے۔" آج سے ہی تجارت شروع کر دو۔ پہلے تھوڑے سرمایہ سے یہ کام لو۔ جوں جوں تجربہ ہوتا جائے۔ اسے وسیع کرتے جاؤ۔ اگر تم احتیاط اور محنت سے کام لوگے۔ تو یقیناً چند سالوں میں ہی تمہاری حالت بدل جائیگی۔

(محمد اسمٰعیل فوق ابن مولوی فخر الدین صاحب کلرک کوئٹہ)

ایک ہمدرد کا خط

برادرم بابو غلام محی الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر ٹلہ لکھتے ہیں کہ

حضرت شیخ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بواپسی جواب سے مشرف فرماویں۔ کہ مفصلہ ذیل اشخاص کا چندہ نور کب ختم ہوتا ہے۔ (۱) راقم خط ہذا غلام محی الدین سب پوسٹ ماسٹر ٹلہ......... آئندہ اسی پتہ پر میرا اخبار روانہ فرمایا کریں (۲) سجادہ نشین روضہ مبارکہ حضرت شاہ شمس تبریز ملتان سٹی (۳) منشی علی محمد مسٹن جج فرید کوٹ۔ (۴) ایک صاحب سکھ جن کا نام مجھے یاد نہیں۔ میرے علاوہ تینوں اصحاب نے آئندہ سال کے لئے کیا جواب دیا ہے یعنی ایک سال کا چندہ تو میں نے ادا کر دیا تھا۔ اگر سال ختم ہو گیا ہے اور ہر سہ اصحاب قیمت دینے سے انکاری ہیں۔ تو آپ مجھے فوراً اطلاع دیں۔ تاکہ میں اپنی گرہ سے ادا کرنے کا بندوبست کروں۔

نور :- بابو صاحب موصوف کو شائد ۴۵ تنخواہ ملتی ہے۔ مگر یہ نور کی توسیع اشاعت کے لئے ہر وقت بے قرار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ اگر دوسرے دوستوں کے قلوب میں بھی یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو پھر نور کی قلیل اشاعت کا سوال ہمیشہ کے لئے حل ہو سکتا ہے۔

اقتباسات

اسلام اور تلوار

KHILAFAT LIBRARY

مخالفین اسلام کی بہتان طرازیاں

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جس پر امن اور مہذب طریقے سے فرزندان اسلام نے اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہے۔ اس کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ اس بیسویں صدی کو تہذیب و تمدن کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ لیکن آج جس بھونڈے اور مکروہ طریقوں سے عیسائی اور آریہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ آج سے صدیوں پہلے کے "تاریک اور غیر مہذب" زمانے کے مسلمانوں کے طرز تبلیغ سے کیجئے۔ تو آپ کو ان دونوں کا فرق بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ مگر حسد اور تعصب بہت بڑی بلا ہے۔ یہ بسا اوقات انسان کو کذب بیانی اور بہتان طرازی پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود ان حقائق کے دشمنانِ اسلام نے ہمیشہ فرزندان اسلام پر طرح طرح کے شرمناک اور ناگفتہ بہ الزام لگائے۔ اور اس بات کا چرچا کرتے رہے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ سب سے پہلے عیسائیوں نے اس قسم کی بہتان طرازیاں شروع کیں۔ اور ان پر اپنی ساری قوتیں صرف کر دیں۔ اس کے بعد بعض دوسری دشمن اسلام اقوام نے ان کی تقلید کی۔ جن میں آریوں کا نمبر سب سے اول ہے۔ انہوں نے اس قابل نفرت کام میں اس قدر اہتمام کیا۔ کہ ان کی کذب بیانیوں کے سیاہ بادلوں میں تاریخی حقایق کا چاند بھی چھپ گیا۔

دشمنان اسلام کے ان الزامات کا جواب دلائل سے بیشمار بار دیا جا چکا ہے۔ اب شاید اس جواب کو دہرانا بھی بے فائدہ ہے لیکن اس خدائے اسلام کی قدرت ملاحظہ ہو۔ اس نے ہمیشہ واقعات سے فرزندانِ اسلام کے دلائل کی تصدیق کی۔ تاریخی واقعات کو پس پشت ڈالا جا سکتا ہے۔ دلائل و براہین کی طرف سے کان بند کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن آنکھوں کے سامنے ہونے والے واقعات کو جھٹلانا کچھ آسان کام نہیں؟

اس وقت ہم آپ کی توجہ اپنے وطن کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ وہ کونسا الزام ہے۔ جو آریوں نے اسلام اور مسلمانوں پر نہ لگایا ہو۔ باوجود جواب ہونے کے ان کی زبانیں اب تک اسی بات کا اعادہ کئے جاتی ہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ اس میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں۔ بارہا تاریخی دلائل پیش کئے گئے۔ لیکن وہ انکی زبانوں کو بند نہ کر سکے۔ اب ذرہ واقعات کی طرف آیئے۔ آج کل اس کفرزاد ہند میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مالی، تعلیمی، سیاسی، جسمانی اور تعداد کے لحاظ سے وہ برادرانِ وطن سے بہت پیچھے ہیں۔ اسلامی حکومت کی تباہی کے بعد ان پر ہر قسم کی مصیبتیں پے در پے نازل ہو رہی ہیں۔ آج نہ ان کے پاس تلوار ہے۔ جس سے وہ ہندوؤں کو ڈرا سکیں۔ نہ سیم و زر کے انبار اور زرخیز زمینوں کے وسیع قطعات ہیں۔ جن کا لالچ ان کو دے سکیں۔ باوجود اس کے دیکھئے کہ خدا کا مخفی ہاتھ اسلام کی نصرت کے لئے کیا کر رہا ہے؟

پنجاب میں مسلمانوں کی سلطنت کی تباہی کے بعد سکھ حکومت قائم ہوئی۔ سکھوں کے عہد حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ اور جس طرح وہ بیدست و پا بنا دیئے گئے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ آج کل پنجاب کے بعض علاقوں میں جہاں سکھوں کا زور ہے۔ مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں تمام اراضیات سکھوں کے قبضہ میں ہیں۔ مسلمان اچھوتوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپ سن کر حیران ہونگے۔ کہ انہی علاقوں میں اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اور متمول سکھ اس کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں۔ اور ان واقعات کا اعتراف متعصب آریوں کو بھی ہے۔ اس وقت آریوں کی مشہور اخبار "آریہ گزٹ" کا ۲۸ اپریل کا پرچہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں مہاشہ کرم چند چونیاں ضلع لاہور کا ایک مضمون بعنوان "سکھ بھائی دیہات میں مسلمان ہو رہے ہیں" چھپا ہے۔ جس سے چند اقتباسات ہم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ شروع میں مہاشہ جی فرماتے ہیں:۔

"پنجاب کے ہر ایک شخص کو جس کا کچھ تعلق ان دیہات سے ہے۔ جہاں کہ سکھ زمیندار بود و باش رکھتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گی۔ کہ تقریباً ہر ایک گاؤں میں ایک بڑا حصہ سکھ زمینداروں کا مذہب اسلام اختیار کر چکا ہے۔ بلکہ کئی جگہ تو گاؤں کے گاؤں ہی مسلمان ہو چکے ہیں۔"

یہ سب کچھ کب ہوا۔ محمود غزنوی کے حملوں کے وقت نہیں ہوا۔ شہاب الدین غوری کی یورشیں اس کا باعث نہیں۔ اورنگ زیب کے عہد حکومت کا یہ کارنامہ نہیں۔ بلکہ یہ عمل مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت کے ختم ہونے کے زمانے سے آج تک لگاتار جاری ہے۔

یہ مسلمان ہونے والے سکھ معمولی آدمی نہیں ہوتے۔ جن کو مسلمان چند روپیوں کا لالچ دیکر مسلمان بنا لیتے ہیں بلکہ نہایت اعلیٰ اور متمول خاندانوں کے رکن ہوتے ہیں۔ مہاشہ کرم چند نے ان کی چند مثالیں بھی دی ہیں۔ جو ہم ان کے الفاظ میں پیش کئے دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"مثال کے طور پر چند واقعات صرف ایک دو دیہات کے متعلق ہی تحریر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے۔ کہ حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اس تحصیل میں (یعنی تحصیل چونیاں ضلع لاہور) ایک بڑا مشہور پرانا خاندان نکئیوں کا ہے۔ اس خاندان کی سوشل پوزیشن کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ سردار کاہن سنگھ نکئی کی حقیقی پھوپھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ اور عوام میں رانی نکائین کے نام سے مشہور تھی۔ جس کے نام سے ایک بڑا وسیع مکان اب تک لاہور میں بنام "حویلی نکائین" موجود ہے۔ اسی مشہور خاندان میں سے تقریباً نصف سے زیادہ اشخاص مسلمان ہو چکے ہیں۔ سردار کاہن سنگھ کا چھوٹا بیٹا سردار امیر سنگھ سے سردار عبدالعزیز بن چکا ہے جو خود ذیلدار ہے۔ اور اس کا بیٹا سردار دین محمد ریونیو اسسٹنٹ ہے۔ اور بیسیوں دیگر اشخاص جو سردار کاہن سنگھ کی اولاد میں سے ہیں۔ غلام قادر اور غلام نبی بن چکے ہیں"

"اسی تحصیل میں ایک اور مشہور خاندان سردار گوڈا سنگھ موکل کا ہے۔ اس خاندان کے بھی بہت سے ارکان مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ لاہور کے سردار عبدالرحمن پنشنر ڈپٹی کلکٹر انہار اور سردار حبیب اللہ ممبر کونسل اسی خاندان سے ہیں"

یہ عمل سکھوں کا مسلمان ہونا کس تیزی سے جاری ہے۔ اس کی ایک مثال ذاتی واقفیت کی بنا پر ذیل میں دیجاتی ہے۔ اسی تحصیل (یعنی تحصیل چونیاں میں) ایک چھوٹا سا گاؤں پتوکی ہے۔ اس کی آٹھ پتیوں (حصوں) کے مالک میں سے جو پہلے سب سکھ تھے۔ ایک قلیل عرصہ میں پانچ پتیوں کے مالک مسلمان ہو چکے ہیں۔

آریہ کہا کرتے ہیں۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کو زمین کا لالچ دے کر مسلمان بنایا تھا۔ لیکن معزز سکھوں کے

KHILAFAT LIBRARY

قبول اسلام کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ مہاشہ کرم چند ہی لکھتے ہیں "سکھ زمیندار وں کے مسلمان ہو جانے سے تعداد کی کمی کے علاوہ ایک اور بھی بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ جو یہ ہے کہ سکھ زمیندار عموماً کافی زمین کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے مسلمان ہو جانے سے لاکھوں ایکڑ زمین بھی ان کے ساتھ ہی سکھوں کے قبضے سے نکلکر مسلمانوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہے جس سے سکھ پنتھ کو دوہرا نقصان ہو رہا ہے"۔

جب ہم تاریخی واقعات اور دلائل پیش کرتے ہیں تو ہمارے آریہ دوست کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔ یعنی عرب میں اسلام نے تلوار کے زور سے نہیں۔ بلکہ تیغ زن دشمنوں کے نرغے میں ترقی حاصل کی۔ ایران، شام، عراق، ہندوستان، افغانستان وغیرہ میں مسلمانوں کی دیگر اقوام کے ساتھ معرکہ آرائیاں ضرور ہوئیں۔ لیکن تبلیغ اسلام کیلئے تلوار کی چمک نے نہیں۔ بلکہ بزرگان دین کی وعظ و نصیحت نے کام کیا۔ اگر ان ممالک کے مسلمانوں کو اسلامی سپاہیوں کی تلواروں کی پیداوار بتایا جاتا ہے۔ تو چین، جاوا، سماٹرا کے مسلمانوں کی نسبت کیا کہا جائیگا جہاں آج تک کسی مسلمان سپاہی کے قدم نہیں گئے۔ اگر یہ تمام واقعات ہمارے آریہ دوستوں کی رائے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم آج پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جس کا اقرار ان کو بھی ہے۔ اس کی طرف تو ان کو دھیان دینا چاہیئے سکھوں جیسی شجاع۔ متمول۔ تعلیم یافتہ اور منتظم قوم کے معزز افراد جو مسلمان ہو رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا ان کو محمود غزنوی کے حملوں کا ڈر ہے یا ان کے سر پر "ظالم" اورنگ زیب کی برہنہ تلوار چمک رہی ہے؟

بہادر راجپوتوں کو تو اکبر جیسے پالیسی باز اور رواداش اور اورنگ زیب جیسے ظالم بادشاہوں نے لالچ دھوکے اور تلوار کے زور سے مسلمان بنا لیا۔ لیکن شجاع سکھ کیوں دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔ کاش اس سوال پر ہمارے منہ پھٹ آریہ بھائی ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور آئندہ بہتان طرازیوں کا سلسلہ بند کر دیں۔ (منقول از وکیل ۱۶ر مئی)

نسخہ گرما

بغیر مشین کے لیمونیڈ سوڈا واٹر تیار کرنا:۔ ذیل کی ترکیب سے آپ ایک پیسہ میں دو بوتلیں لیمونیڈ یا سوڈا واٹر کی تیار کر سکتے ہیں۔ نسخہ یہ ہے۔

سائٹرک ایسڈ ۳ ماشہ۔ سوڈا بائیکارب ۴ ماشہ دونوں کو علیحدہ باریک کر کے رکھ لیں۔ پھر سوڈے کی خالی بوتل میں سادہ شربت اور پانی اس قدر ڈالیں کہ چار انگل خالی رہے پھر اوّل اس میں سوڈا ڈال دیں۔ اور بوتل کو ہلا دیں۔ پھر سائٹرک ایسڈ ڈال کر فوراً بوتل کے منہ پر ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر الٹی کر دیں۔ تھوڑی دیر ہاتھ سے دبائے رکھیں۔ پانی زور کر کے نکلنا چاہیگا۔ دو منٹ کے بعد ہاتھ اٹھا دیں۔ شیشہ کی گولی بوتل کے منہ میں اس زور سے پھنس جائیگی۔ کہ کھولنا محال ہوگا۔ اور جس وقت چاہو بوتل کو کھول کر پی لیں۔

اسی طرح سنگترہ۔ سیب۔ انگور۔ کولا وغیرہ جس چیز کا ایسنس ڈالو گے۔ اسی قسم کا پانی تیار ہوگا۔ سوڈا واٹر تیار کرنا ہو۔ تو شربت نہ ڈالیں۔ باقی طریقہ وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سفری لیمونیڈ پوڈر:۔ یہ پوڈر پانی میں حل کرنے سے بالکل تازہ بھری ہوئی بوتلوں کی طرح خوش ذائقہ اور مفرح ہوتا ہے۔ سفر میں جہاں لیمونیڈ کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں یہ پوڈر نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔ نسخہ یہ ہے:۔

ٹارٹارک ایسڈ تین اونس۔ سوڈا بائیکارب چار اونس ایسنس آف لیمن آدھ اونس۔ کھانڈ ایک پاؤنڈ ان سب کو باریک کر کے ملا دیں۔ اگر گھر میں استعمال کرنا ہو۔ تو کسی بوتل میں ڈال رکھیں۔ اور اگر فروخت کرنا ہو۔ تو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں بند کر کے خوبصورت لیبل لگا کر خوشنما پیکٹ طیار کر کے فروخت کریں۔ گرمیوں میں اگر اس پوڈر کو رواج دیا جائے۔ تو معقول فائدہ ہوگا۔ ترکیب استعمال یہ ہے۔ ایک گلاس لیمونیڈ تیار کرنے کے لئے ایک چمچہ کافی ہے۔ پانی برف ڈال کر نوش فرماویں۔

برف پوڈر:۔ موسم گرما میں ہر ایک شخص کی خواہش ٹھنڈا پانی پینے کی ہوتی ہے۔ شہروں کے رہنے والے تو اس خواہش کو برف کے ذریعہ پورا کر لیتے ہیں۔ لیکن بیچارے دیہاتی جن کو دیہات میں برف نہیں مل سکتی ٹھنڈے پانی کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ لہذا ہم ایک ایسی آسان ترکیب بتلاتے ہیں۔ کہ جس سے ہر ایک غریب و امیر لوگ خواہ وہ شہر میں رہتے ہوں۔ یا دیہات میں برف کی مانند ٹھنڈا پانی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ نسخہ یہ ہے۔ نوشادر پانچ حصہ۔ شورہ قلمی پانچ حصہ نمک آٹھ حصہ۔ سب دواؤں کو کوٹ رکھیں۔ اور کسی مٹی کی ناند میں دو سیر پانی ڈال کر اس میں دو چھٹانک برف پوڈر ڈالیں اور پانچ منٹ بعد اس میں پانی کی بھری ہوئی صراحی رکھدیں آدھ گھنٹہ میں پانی ٹھنڈا یخ ہو جائے گا۔

ملائی کی کلفی جمانا:۔ برف دو سیر۔ نمک آدھ پاؤ۔ نوشادر آدھ پاؤ۔ شورہ قلمی ایک پاؤ۔ تمام کو ایک مٹکے میں ڈال کر اس میں دودھ کی بھری ہوئی کلفیاں یا ٹین کا ڈبہ میدہ سے بند شدہ ڈال کر ہلاتے رہیں۔ تھوڑی دیر بعد تمام دودھ جم جاویگا۔ دودھ میں میٹھا اور الائچی پستہ و کیسر بھی بقدر انداز پہلے سے ملا لیں۔ بازاری کلفی سے بہتر اور ارزاں تیار ہوگی۔

ہسٹیریا کیلئے عجیب نسخہ: ہسٹیریا عورتوں کا عالمگیر مرض ہے ہندوستان میں اسے اختناق الرحم کہتے ہیں۔ دراصل یہ ایک جسمانی روگ ہے۔ کہ جو زیادہ تر فکر اور غم، وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق عام خیال یہ ہے۔ کہ کسی عورت کو بچہ پیدا ہونیکے بعد یہ مرض خود بخود دور ہو جایا کرتا ہے۔ منقہ گیارہ دانہ۔ عناب گیارہ دانہ۔ زیرہ ۶ ماشہ ان تینوں کو کوٹ کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ آدھ پاؤ پانی باقی رہنے پر چھان کر ایک تولہ کھانڈ ملا کر ٹھنڈا ہونے پر پلائیں۔ دن میں دوبارہ۔ صبح اور شام اس کے کچھ عرصہ متواتر استعمال سے یہ مرض بالکل دور ہو جاتا ہے۔ اگر مریضہ کو حیض درد سے آتا ہو رک رک کر آتا ہو۔ یا بالکل نہ آتا ہو تو بھی اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور رکاوٹ کے آنے لگتا ہے

سنگرہنی کا ایک آسان علاج:۔ کوڑی زرد جس قدر بھی ہوں گرم پانی میں نمک یا سوڈا ملا کر کوڑیوں کو اس پانی میں ڈالدیں دوسرے دن خوب دھو کر خشک کریں۔ اور کوئلوں کی تیز آگ میں جلائیں۔ جب بدبو اور دھواں نکل کر کوڑیوں کی رنگت سرخ ہو جائے۔ تب ان کو آگ میں سے نکال کر ٹھنڈا ہونے پر پیس کر کپڑ چھان اور باریک کھول کر کے رکھیں۔ دو تولہ گائے کی چھاچھ میں دو ماشہ یہ دوائی ملا کر مریض سنگرہنی کو پلائیں۔ اور اسی مقدار میں دن میں تین بار استعمال کرائیں۔ خوراک مونگ کی دال اور چاول کی کھچڑی دہی کے ساتھ یا ساٹھی کے چاول دہی کے ساتھ۔ پرانے سے پرانے مرض میں یہ نسخہ اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اگر کہیں زرد کوڑی نہ مل سکے ... تو سفید کوڑی کو کام میں لایا جا سکتا ہے۔ لیکن زرد کوڑی کی نسبت بعض حالتوں میں کم فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

سکھوں کے خلاف آریہ سماجی پروپیگنڈا

(از سردار سوہن سنگھ ڈورہ شہید سکھ مشنری کالج امرت سر)

لاہور میں جو سکھ اچھوت ادہار کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ اس میں سکھ نقطۂ نگاہ سے چھوت چھات کے وہم کو اڑانے کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کی گئی۔ جہاں سکھ قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ چھوت چھات کے وہم کو جو ہندوؤں کے لگاؤ کی وجہ سے اس میں آگیا ہے۔ دلوں سے نکال دے۔ وہاں بیرونی حملہ آوروں سے اپنے آپ کو بچانا بھی ایک ضروری امر ہے۔ چنانچہ اس وقت جو مختلف جماعتیں سکھ مذہب کے خلاف دیہات میں کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے آریہ سماجی عموماً اور سرونٹس آف سوسائٹی کے پرچارک خصوصاً اس توجہ کے مستحق ہیں اس سوسائٹی کے خلاف ایک قرارداد اچھوت ادہار کانفرنس میں منظور کی گئی۔ اس پر تمام آریہ سماجی اخبارات سیخ پا ہو رہے ہیں۔ پرتاپ ملاپ اور بندے ماترم وغیرہ مشہور سماجی اخباروں نے حسب معمول گوناگوں سرخیاں دیکر اس قرارداد کے خلاف طوفان برپا کر دیا ہے۔ اگرچہ ان تمام اخبارات کی کارروائی مذہبی تعصب پر مبنی ہونے کی وجہ سے سچائی سے کوسوں دور رہے مگر بندے ماترم کے کالم تو سراپا بے بنیاد اور گمراہ کن تحریکوں سے بھرے پڑے ہیں؛

لالہ موہن لال اور لالہ اچنت رام

۲۶ر مئی کے بندے ماترم میں لالہ موہن لال صاحب سکرٹری پنجاب اچھوت ادہار منڈل اور لالہ اچنت رام صاحب سکرٹری سرونٹس آف دی پیپل سوسائیٹی کے ناموں سے ایک چٹھی چھپی ہے۔ جس میں ہر دو اصحاب نے سوسائیٹی مذکور کی براءت بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ کہ اگر سوسائیٹی کا کوئی آدمی ایسی کارروائی کرے۔ جس سے سکھ قوم میں کچھ بے چینی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اس کی اطلاع ہمیں پہنچنی چاہیئے۔ اس مضمون کو پڑھ کر ایک واقف کار کو ازحد افسوس ہوتا ہے کہ یہ معزز اصحاب کتنی دیدہ دلیری سے کام لے رہے ہیں۔ سرونٹس سوسائٹی کی کارروائی جو وہ سکھ قوم کے خلاف علانیہ طور پر دیہات میں کر رہی ہے۔ عام طور پر انہیں اصحاب کی زیر سرکردگی ہوتی ہے۔ اور اخبار میں یہ تلقین کی جاتی ہے۔ کہ اگر کوئی شکایت سکھوں کو ہو تو ہمارے ہی دربار میں پیش کی جائے؛

دھوکے سے انگوٹھے لگوائے گئے

یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی کسی خاص مذہب کی اشاعت نہیں کرتی۔ اور اس کا پروپیگنڈا محض سیاسی اور سماجی "جارک" نقطۂ نگاہ سے ہی کیا جا رہا ہے۔ مگر کیا لالہ موہن لال صاحب کے پاس اس کا بھی کوئی جواب ہے۔ کہ اس کام کے لئے کیوں سوائے کٹر آریوں سماجیوں کے جن میں کئی ایک مختلف آریہ سماجی جماعتوں کے پرچارک اور بھجنیک بھی رہ چکے ہیں۔ کوئی اور آدمی نہیں لیا جاتا۔ اور کیا ہندوستانی سیاسیات کا یہ بھی کوئی خاص حصہ ہے۔ کہ لوگوں کو ہندو دھرم میں نہ صرف داخل ہی کیا جائے۔ بلکہ ناواقف اور سیدھے سادھے دیہاتیوں سے کئی ایک طرح کے دھوکے دیکر اپنے چھپوائے ہوئے فارموں پر انگوٹھے لگوائے جائیں۔ کہ وہ ہندو ہیں۔ اور اس طرح آنے والی مردم شماری میں ہندوؤں کی تعداد بڑھانے کا بندوبست کیا جائے۔ کیا لالہ موہن لال نہیں جانتے۔ کہ یہ کام انہیں کا اچھوت ادہار منڈل کر رہا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو میں کئی ایک ایسی مثالیں بھی آپکے سامنے رکھ سکتا ہوں جہاں آپ کے کارکنوں نے کئی ایک ایسی مثالیں بھی آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ جہاں آپ کے کارکنوں نے کئی ایک سکھوں کے ان فارموں پر دھوکے سے انگوٹھے لگوائے اور پتہ چلنے پر ان میں سے کئی ایک نے وہ فارم واپس کرانے کی بھی کوشش کی۔

مذہبی سکھوں کی مذہبیت

آپ کا یہ لکھنا کہ سکھ دیہات میں مذہبی سکھوں کی نسبت چوہڑوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ بھی اسی گورنمنٹ کی مردم شماری کی رپورٹوں کے سہارے پر ہے۔ جس کی لکھی ہوئی تاریخوں پر آپکے ہم قوم ہمیشہ نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ اور جس مردم شماری کے کام پر عام طور پر دیہاتی سکولوں کے ماسٹر اور پٹواری ہی لگائے جاتے ہیں۔ جن میں زیادہ تر متعصب ہندو آریہ سماجی ہی ہوتے ہیں۔ کسی گاؤں میں جاؤ۔ وہاں وہ لوگ جنہیں آپ چوہڑے کے حقیر نام سے یاد کرتے ہیں۔ مذہبی سکھ کہلانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ عموماً کیس دہاری ہوتے ہیں۔ انہیں میں سے سرکار بوقت ضرورت مذہبی سکھوں کی پلٹنیں بھرتی کرتی ہے۔ ان کے دھار رکھ

جگہ جگہ سکھ گوردوارے ہیں۔ سری ترن تارن صاحب۔ امرت سر۔ چمکور صاحب وغیرہ مقدس مقامات پر ان لوگوں کے بنگے دوسرے سکھوں کے بنگوں کے پہلو بہ پہلو موجود ہیں۔ یہ سب لوگ وہاں باقاعدہ اردا[س] دیتے اور اپنے آپ کو اس کا حصے دار سمجھتے ہیں۔ ڈھ[...] چھینوں" سے شبد پڑھنے والی منڈلیاں جتنی اچھی مذہبی [...] سے نکلتی ہیں۔ اتنی کسی اور رجاتی کے سکھ پیدا نہیں کر[...]

آریہ سماجیوں کی تفرقہ انگیزی

آپ ہی کی سوسائٹی [...] پروپیگنڈا کا نتیجہ [...] کہ ناگوکی (ضلع امرتسر) نام کے گاؤں میں آپ ہی کے [...] لشن کا نتیجہ ہوا۔ کہ وہاں کے مذہبی سکھوں نے اکساہٹ [...] اگر اپنے قدیمی گوردوارہ میں گورو گرنتھ صاحب کی بجا[ئے] راماءن کو استھاپن کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اب تک گاؤ[ں] دو فریق بنے ہوتے ہیں۔ اور بے چینی کے آثار نمودار ہیں۔ اگ[ر] غلطی نہیں کرتا۔ تو شاید "بنڈالہ" والے جلسہ میں بھی آپ ہی [...] ساختہ پرداختہ تھے۔ جیسا کہ آپ ہمیشہ گھر سے ہی چنے چ[...] پر دہان بن کے جایا کرتے ہیں۔ جب کہ آپ کے تنخواہ دار [...] بابا کشن داس نے اکالیوں کے برخلاف سخت زہر اگلا تھا۔ ا[...] جس وقت وہ مذہبی سکھوں کے مفروضہ مظالم بیان کر رہا تھا تو آپ بھی ڈیس پر بیٹھے ہوئے ہنس ہنس کر سن رہے تھ[ے] کہ اکالی مذہبیوں کی لڑکیاں نکال کر لے جاتے ہیں۔ گورد[وارہ] پربندھک کمیٹی میں تمہارے نمائندے نہیں لئے جاتے [...] امرت چکھنے سے تمہاری ذات میں فرق نہیں پڑ جاتا ہے" وغ[یرہ] وغیرہ الزامات سکھ قوم پر آپ ہی کی زیر سرکردگی جلسے میں [...] کئے جا رہے تھے۔ اور جہاں تک ہمیں پتہ چلا ہے۔ ان تما[م] ریکارڈوں میں آپ ہی کا گانا بجا ہوا تھا۔ اور یہی وجہ [...] کہ آپ نے سکھوں کو جوابی تقریر کا وقت دینے میں بھی بہت [...] پس و پیش کی۔ اور جب تک پبلک کے یکزبان مطالبہ نے صورت حالات کو نازک نہ بنا دیا۔ آپ نے سکھ پرچارکوں کو بولنے کا وقت نہ دیا؛

بالمیک ہی سکھوں کا گرو ہے

آپ ہی کے ایجنٹ نے بی[...] بھی کہا تھا۔ کہ چونکہ بالمیک لو اور کشو کا گرو تھا۔ اور گورو نانک صاحب و گورو گوبند سنگھ صاحب لو اور کشو کی اولاد ہیں۔ لہذا بالمیک ہی تمام سکھوں [...]

KHILAFAT LIBRARY

ی گور وہے۔" ان واقعات کے ہوتے ہوئے بھی آپ ثالث
نیر بننے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اب یہ امر روز روشن کی طرح سکھ
م پر عیاں ہو چکا ہے۔ کہ آپ کا سارا پروپیگنڈا سکھ دیہات
ں آریہ سماج کا پرچار کرنے کا ہے۔ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ
ے۔ کہ "ست سری اکال" کے نعرہ کی جگہ ویدک دھرم سوامی دیانند
ر شردھانند کی جے نے لی ہے۔ کیا آپ بیان کر سکتے ہیں
امرتسر اور لاہور کے اضلاع میں جو جلسے آپ کی سوسائٹی
نی ان میں کتنی تعداد کیس دھاری سکھوں کی اور کتنی دوسروں
ہوتی ہے۔ آپ کو یہ حق ہے۔ کہ آریہ سماج کا پرچار جہاں
ہیں کریں۔ مگر سیاست کی آڑ میں یہ دھوکا کسی دین اور مذہب
ے جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کئی دفعہ آپ کے
لہ لاجپت رائے کی توجہ دلانے کے بعد جب یہ دیکھا گیا۔ کہ
الہ صاحب باتوں باتوں ہی میں ٹال مٹول کر رہے ہیں تو مجبوراً
کھ اچھوت ادھار کانفرنس کو یہ آواز اٹھانی پڑی۔

سکھوں کو بھی اچھوت ادہار میں شریک کرو

اگر آپ کو اچھوت ادھار کا نیک کام کرنا ہی ہے۔ تو رہتک کرنال حصار کے
ضلاع اور پہاڑی ہندو قوموں میں کافی میدان ہے۔
چونکہ سکھ دیہات میں عملی کام اس صورت میں ہو سکتا ہے
سکھ اس کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور سکھوں کو بھی ہندوستانی
سمجھتے ہوئے آپ کی سوسائٹی کا فرض ہے۔ کہ سکھ چھوت توڑ
یٹی امرتسر کی مدد کریں۔ کیونکہ جب تک کم از کم دیہات میں انہیں
دو غیرہ بھرنے کا انسانی حق نہ دلوایا جائے۔ زبانی اچھوت
دہار کے کچھ معنی نہیں۔ اور نہ ایک دو پرچارکوں کا ان کے
کھروں سے دودھ وغیرہ ہی پی آنا کچھ اہمیت رکھتا ہے۔
اور اس شبھ سنورتھ کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ سرونٹس
سوسائٹی اور سکھ پرچارک مل کر کام کریں۔ اگر آریہ سماجی
عقیدہ رکھنے والے آدمی سوسائٹی مذکور کے پرچارک ہو سکتے
ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ سکھ دیہات میں پرچار کرنے کے
لئے سکھ پرچارکوں کو نہ لگایا جائے۔

کینیڈا کے سکھوں کا روپیہ کہاں گیا

باقی رہا۔ کینیڈا کے سکھوں کا لالہ جی
کو روپیہ دینا۔ جس کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس روپیہ میں
سے سوسائٹی کو ایک پائی بھی وصول نہیں ہوئی۔ جہاں تک
ہمیں پتہ چلا ہے۔ کینیڈین سکھوں نے لالہ لاجپت رائے جی
کو روپیہ اس لئے دیا تھا۔ کہ وہ اسے دیش کی بھلائی کے لئے
صرف کریں۔ اہل ملک کے نزدیک روپیہ کا جائز استعمال یا تو
محبان وطن کے پس ماندگان کی پرورش یا اچھوت ادھار کے
کام پر لگایا جانا ہی ہے۔ چونکہ دیش بھگت قیدیوں کے کنبوں کی
مدد میں وہ روپیہ کہیں خرچ ہوا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے ہمیں
امید تھی۔ کہ وہ روپیہ ضرور سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی کو دیا
گیا ہوگا۔ مگر ۲۶ر مئی کے "بندے ماترم" کے لیڈنگ آرٹیکل کو پڑھنے
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لالہ جی نے وہ روپیہ ابھی سوسائٹی کو نہیں
دیا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ لالہ جی عوام پر ضرور واضح کریں گے۔
کہ انہوں نے اس امانت کو کیونکر استعمال کیا ہے؟

لنڈن میں عید الضحیٰ کی تقریب

مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام مسجد
لنڈن نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یکم جون ۱۹۲۸ء
کو مصرعہ ذیل پیغام بھجوایا ہے۔ کل یہاں عید منائی گئی۔
ساٹھ آدمی نماز عید میں شریک ہوئے۔ سر ڈینی سن روس
صدر مذہبی کانفرنس لنڈن نے بعد از دوپہر تقریر کی۔ سر
ایڈورڈ میکلیگن نے احمدی جماعت کی خدمات کی تعریف کی
مسٹر عبداللہ یوسف علی اور مہاراجہ بردوان نے بھی ہندوستان
اور انگلستان میں ہماری جماعت کی سرگرمیوں پر اظہار
خوشنودی کیا۔

خانصاحب فرزند علی خاں جدید مبلغ کا میں نے حاضرین
سے تعارف کرایا۔ جس پر سر ایڈورڈ میکلیگن نے میری
مراجعت پر اظہار افسوس کیا۔ اور خانصاحب کو اپنی ہمدردی
کا یقین دلایا۔ ڈیڑھ سو کے قریب معزز اشخاص جمع تھے۔
جن میں وائیکونٹ اور وائیکونٹس الن بائی لارڈ نی اور
ارکان پارلیمنٹ بھی شامل تھے۔

گذشتہ عید قربان کے ہولناک مناظر

ابتداً ہمیں بے حد خوشی تھی۔ کہ امسال عید قربان کی
تقریب ہندوستان کے اکثر مقامات میں امن وعافیت سے
گذر گئی۔ لیکن افسوس کہ جیسے جیسے بعض جگہوں کے ہندوؤں
کی اس جارحانہ مخالفت کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں جو انہوں
نے قربانی گائے کو روکنے کے لئے کی۔ ویسے ویسے ہماری
وہ خوشی رنج والم کے جذبات سے مبدل ہوئی جاتی ہے۔

موضع سوفتہ ضلع گوڑگانواں میں بقول معاصر "الامان"
دہلی مسلمانوں کے بیان کے مطابق نہیں۔ بلکہ سرکاری بیان
کے مطابق ہندوؤں نے بھالوں، گنڈاسوں اور لاٹھیوں وغیرہ
سے مسلح ہو کر دھاوا بول دیا۔ پھر اس سنگھٹنی یورش میں صرف
سوفتہ کے ہندو ہی شریک نہ تھے۔ بلکہ سرکاری اطلاع کے
مطابق چھ دیہات کے سنگھٹنی سورما شامل تھے۔ اگر یہ طاقت
کو استعمال کرنے کی منظم سازش نہ تھی۔ تو موضع سوفتہ کے علاوہ
دیگر ہندوؤں نے کیوں شرکت کی۔ کیا گائے ان کے گاؤں میں
ذبح کی جا رہی تھی۔ کیا ہندوستان میں آئے دن ہزارہا
گائیں قصابوں کی چھری سے ذبح نہیں ہوتیں۔

کہا جاتا ہے۔ کہ اس گاؤں میں اس سے پہلے گائے کی
قربانی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کر لیا جائے
تو یہ کوئی معقول دلیل نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ اس سے پہلے
وہاں کے مسلمانوں پر قربانی فرض نہ تھی یا انہیں اس فرض کا
احساس نہ تھا۔ یا پہلے چند مسلمان بکرے کی قربانی کیا کرتے
تھے۔ اور جب زیادہ لوگ قربانی کرنے لگے۔ تو انہوں نے ایک
گائے منتخب کر لی۔ جس میں سات مسلمان تک شریک ہو سکتے ہیں
تو انہیں ان کے شعار مذہبی سے کون روک سکتا ہے۔ فرض کرو
کہ کسی گاؤں میں مندر نہیں۔ تو کیا اس وجہ سے مندر بنانے
سے روکا جا سکتا ہے۔ کہ یہاں پہلے کوئی مندر نہیں بنایا گیا؟

بہر حال اس موضع میں ہندوؤں کے مجمع نے اس قدر
تمرد اور سرکشی دکھائی کہ پولیس پر پتھر پھینکنے سے بھی نہ جھجکا۔
اور گاؤں کو آگ لگانے کے لئے بڑھنا شروع کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ
پولیس نے منتشر ہونے کا حکم دیا۔ تو بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ ہوائی فیر
کیا تو بھی متاثر نہ ہوا۔ آخر سپرنٹنڈنٹ پولیس کو فیر کا حکم دینا
پڑا۔ جسے اب ہندو اخبارات جلیانوالہ باغ کی یاد تازہ
کرنے سے تعبیر کر رہے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا واقعہ موضع بردوا ضلع علی گڈھ کا
ہے۔ جہاں مسلمانوں کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قربانی گاؤ کی

KHILAFAT LIBRARY

وصیت نمبر ۲۰۳۳:۔ میں غلام محمد ولد عمر الدین قوم ارائیں ساکن مچھراله ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکرہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

مال ہو بنشی دو صد روپیہ کا ہے ۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ عنقریب داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرادونگا۔ میری ماہوار آمد ۔/۲۰ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بکار وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۱۵/۸/۲۴۔ العبد:۔ احقر العباد غلام محمد دریکلر ٹیچر مچھروالہ۔ گواہ شد:۔ بقلم خود سید لال شاہ مدرس مدرسہ میراں پور۔ گواہ شد:۔ خاکسار کرم الٰہی ولد عمر الدین سکنہ کرم پورہ ۔

وصیت نمبر ۲۷۲۱:۔ میں بشیر احمد ولد شیخ مشتاق حسین قوم شیخ قانونگوئے ساکن گوجرانوالہ کا ہوں ۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ۔ وکالت کی آمدن پر میرا گذارہ ہے ۔ اندازاً ماہوار آمدنی ۲۰۰ روپیہ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرے جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ المرقوم ۲۷/۱۱۔ العبد:۔ بشیر احمد عفا اللہ عنہ بقلم خود بی اے ایل ایل بی وکیل گوجرانوالہ موصی ۲۷/۱۱۔ گواہ شد:۔ بقلم خود عطاء الٰہی پٹواری احمدی حال وارد گوجرانوالہ ۲۷/۱۱۔ گواہ شد:۔ بقلم خود عنایت اللہ احمدی قریشی ساکن ترگڑی حال وارد گوجرانوالہ ۲۷/۱۱ ۔

وصیت نمبر ۲۶۱۰:۔ میں محمد شاہ ولد حضرت شاہ قوم اخوانزادہ عمر ۳۲ سال ساکن دھوبیاں تحصیل صوابی ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ اپریل ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ سردست میری کوئی جائداد نہیں ۔ میری ماہوار آمدنی ۔/۶۵ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ خاکسار محمد شاہ احمدی حال ملازم ایڈورڈ ہائی سکول پشاور۔ گواہ شد:۔ عبد المجید احمدی سب انسپکٹر پولیس دفتر انسپکٹر جنرل پولیس پشاور۔ گواہ شد:۔ قاضی فضل الٰہی احمدی ڈکسپنسر ضلع پشاور ۔

وصیت نمبر ۲۷۸۷:۔ میں رحیم بی بی بیوہ چوہدری محمد اسمعیلخاں مرحوم قوم راجپوت عمر ۵۰ سال بیعت نومبر ۱۹۰۵ء ساکن امووال حال ساکن گورداس ننگل ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں ۔ تو ایسی رقم کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد ۱۰۰ روپیہ نقد ہے ۔ ۶/۴/۲۸۔ بقلم سعید علی خاں پسر موصیہ ۔ گواہ شد:۔ سعید علی خاں احمدی پسر موصیہ۔ العبد: رحیم بی بی موصیہ۔ گواہ شد:۔ فضل احمد پسر موصیہ بقلم خود سکنہ گورداس ننگل ۔

وصیت نمبر ۲۸۴۲:۔ میں ڈاکٹر بشیر احمد احمدی ولد منشی سراج دین احمدی قوم ارائیں پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۵ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن خانپور تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ اپریل ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ۔ البتہ میں ڈاکٹری کی پریکٹس کرتا ہوں ۔ اس کی آمدنی تو ہے مگر مقرر نہیں کرسکتا ۔ تاہم اندازاً کبھی کم کبھی ۔/۵۰ یا زیادہ ہوجایا کرتی ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی ۔ فقط:۔ بشیر احمد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد شریف احمدی عفی عنہ کلرک آرڈیننس ڈپو کانپور ۔ گواہ شد:۔ محمد عثمان احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کانپور ۔

وصیت نمبر ۲۸۴۳:۔ میں محمد فضل الحق ولد مولوی کرم علی صاحب مرحوم قوم کھٹی راجپوت عمر ۵۴ سال ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴/۲۸ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے ۔ ۲ عدد احاطہ جات واقعہ کٹڑہ لالہ حاکم رائے وکیل گوجرانوالہ قیمتی دو ہزار روپیہ ماہوار آمد ۔/۱۵۰ ہے ۔ میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کردوں ۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جاویگا۔ خاکسار محمد فضل الحق ٹیلیگرافسٹ محکمہ گورنمنٹ ٹیلیگراف لاہور ۴ اپریل ۱۹۲۸ء امرتسر ۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر قاضی محمد منیر سیڈیکل پریکٹشنر متصل اسلامیہ سکول امرتسر۔ گواہ شد:۔ مستری اللہ بخش وزیر ہند پریس امرتسر ۔

وصیت نمبر ۲۸۵۹:۔ میں نور الدین ولد ملک شمس الدین قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال بیعت ۱۸۹۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرا ایک مکان پختہ و خام لائل پور منشی محلہ میں واقعہ ہے ۔ جس کی قیمت اندازاً تین اور چار ہزار کے درمیان ہوگی (۲) پنڈ دادنخاں میں ۹ مرلہ زمین قیمتی ۔/۵۰ ہے ۔ (۳) محلہ دار الفضل قادیان میں جو پختہ مکان ہے ۔ اس پر قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے ۔ جس میں سے دو ہزار روپیہ میرا ہے ۔ اور باقی میرے دونوں بچوں کا ہے (۴) میری ماہوار آمد اس وقت ۲۷۶ روپیہ ہے ۔ جو کہ یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو بوجہ پنشن ہوجانے کے مجھے ۱۳۳ ملا کریں گے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔ فقط۔ نور الدین بقلم خود ہیڈ ڈرافسمین پنشنر پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی پنجاب حال پرنسپل اسسٹنٹ ناظر ضیافت قادیان

چیدہ خبریں

KHILAFAT LIBRARY

—— پٹنہ ۳ر جون۔ عید کے موقعہ پر موضع سرسومہ ضلع درکھنگہ میں فساد ہوگیا۔ ہندوؤں نے بلا وجہ مسلمانوں کے گھروں کو لوٹا۔ چار مسلمان زخمی اور ایک شہید ہوا ؛

—— درکھنگہ کی ایک مسجد میں ہندوؤں نے سوئر پھینک دیا جس سے مسلمانوں میں بہت سنسنی پھیل گئی ؛

—— خان بہادر سردار لیاقت حیات خاں ہوم منسٹر پٹیالہ کو نواب کا خطاب ملا ؛

—— مسٹر ایچ۔ اے غزنوی ممبر کونسل بنگال سر ہو گئے۔

—— پنجاب کے کاشتکاروں کے قرضہ کا اندازہ تقریباً نوے کروڑ کیا جاتا ہے۔ جس پر انہیں تقریباً پندرہ کروڑ روپیہ سالانہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ سرکاری لگان صرف تین کروڑ روپیہ سالانہ ہے ؛

—— جنگ پورہ (متصل نئی دہلی) کے فساد کے سلسلہ میں ۷ ہندو گرفتار کئے گئے۔

—— موضع سوفتی کے سلسلے میں شرارت پیشہ ہندو اخبارات اور لیڈر بہت شور مچا رہے ہیں۔ خوب پروپیگنڈا ہو رہا ہے ۵ جون کو دہلی کے چند لیڈروں کی طرف سے چندہ کی ایک اپیل شائع ہوئی۔ فراہم شدہ چندہ سے ظالم اور فسادی جاٹوں کی مدد کی جائے گی ؛

—— بہت سے ہندو لیڈر موضع سوفتی پہنچ چکے ہیں اور فسادی جاٹوں کی ہر طرح سے حمایت کر رہے ہیں ؛

—— روس میں امداد باہمی کی تحریک خوب ترقی کر رہی ہے ممبر روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ انجمنوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دو سال پہلے انجمنوں کی مجموعی تعداد ۱۵۶۸۳۰۰۰ تھی۔ اس وقت ۲۴۱۰۹۰۰۰ ہے ؛

—— نیوزی لینڈ میں جب مغربی ہوا چلتی ہے۔ تو ساحل بحر پر سیاہ رنگ کی ریت کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ اس ریت میں کافی مقدار سونے کی ہوتی ہے۔ ہزاروں آدمی اسی پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔

—— اس سال حج نہایت اطمینان سے ہوا۔ حکومت نجد کا انتظام ہر لحاظ سے قابل تعریف تھا۔ پانی کافی مقدار میں فراہم کیا گیا تھا۔ وبائی امراض سے بالکل امن رہا۔ تقریباً ۵ لاکھ زائرین شریک حج ہوئے ؛

—— اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے لنکا شائر والے اب کلکتہ میں اپنی دوکانیں کھولنے کا خیال رکھتے ہیں۔

—— بنگال کے قحط کا نتیجہ ہے۔ کہ والدین بچوں کو فروخت کر رہے ہیں۔

—— ڈھاکہ میں کانگریسیوں کی ایک اور پارٹی ری پبلکن کے نام سے بنائی گئی ہے۔ اس کا مقصد ہندوستان میں فیڈریشن طرز کی حکومت قائم کرنا ہے ؛

—— امرتسر میں ایک بیمہ کمپنی کا ایجنٹ اس الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ کہ بیمار شخص کی زندگی کا ۱۸ ہزار روپیہ میں بیمہ کرایا۔ لیکن ڈاکٹری معائنہ کے لئے ایک تندرست آدمی کو پیش کیا ؛

—— الہ آباد میں لاٹ ایروپلین کلب انتظام کر رہی ہے کہ احمد آباد اور بدری ناتھ کے درمیان یاتری ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کر سکیں ؛

—— دیوان ریاست میسور نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ریاست کا ارادہ ہے۔ کہ ہر ایک گاؤں میں پانی کا کنواں۔ سکول اور ہسپتال بنوانے کا ہے ؛

—— میسور کی اسمبلی سے بیس ممبران اس بنا پر واک آوٹ کر کے چلے گئے۔ کہ ایک ممبر کو شکایت تھی۔ کہ اس کے سوال کا جواب تسلی بخش نہیں دیا گیا۔

—— کانگرس کے سلسلہ میں سودیشی نمائش کے متعلق حامیان کھدر نے دھمکی دی۔ کہ اگر نمائش میں کھدر کے بغیر کوئی اور شے رکھی گئی۔ تو گاندھی جی شامل نہ ہونگے۔

—— خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان۔ چین اور افغانستان میں چونکہ اتحاد کی ضرورت ہے۔ لہذا ممکن ہے۔ کہ سفر یورپ کے بعد شاہ افغانستان جاپان بھی آئیں ؛

—— ٹائمز آف انڈیا مسٹر پٹیل صدر اسمبلی سے استعفیٰ کا اس بنا پر مطالبہ کرتا ہے۔ کہ آپ نے باردولی کے ستیہ آگرہیوں کی معاونت کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے ؛

—— انگلینڈ سے کسی مخیر نے ایک ہزار پونڈ کی رقم جناب اینی بیسنٹ کو آزادی ہند کی مہم کے لئے بذریعہ تار ارسال کی ہے ؛

—— نہر اپر چناب گوجرانوالہ ڈویژن کے متعلق شکایت ہے کہ نہر میں پانی نہ چھوڑے جانے کی وجہ سے کپاس کی فصل ۷۵ فی صدی ہوئی ہے ؛

—— انگلستان کی غریب عورتوں میں یہ تحریک جاری ہے کہ عورتیں بچے پیدا کرنے میں احتمال سے کام لیں۔ اور حتی الوسع اولاد پیدا ہی نہ کریں ؛

—— موضع رامپور ضلع سہارنپور میں گذشتہ ہفتہ ایک طوفان باد آیا۔ اس کی وجہ سے گاؤں کو آگ لگ گئی گاؤں کا ¾ حصہ بالکل جل گیا۔ تین سو مکانات آگ کی نذر ہوگئے نو آدمی اور بیس جانور آگ میں بھن گئے۔ نقصان کا اندازہ تیس ہزار روپے ہے۔

—— جناب وائسرے کا ماہ نومبر میں برما کا دورہ کرنے کا ارادہ ہے۔

—— سرحد کے ہندو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے پشاور سے ایک سہ روزہ ہندو اخبار "سرحدی ہندو" کے نام سے عنقریب جاری کرنے والے ہیں۔

—— موضع راجپورہ ضلع باندا میں آریہ سماجیوں نے نیچ اقوام کے پچاس آدمیوں کو جنیو پہنا دیئے تھے۔ اس پر ہندو بہت طیش میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے جنیو پہننے والوں کو بہت بے رحمی سے زدوکوب کیا۔ اور ان کا سوشل بائیکاٹ کر دیا ؛

—— انجمن بین الاقوامی اتحاد باہمی لنڈن نے اعلان کیا ہے۔ کہ دنیا کے ہر ایک ملک میں ۷ر جولائی ۱۹۲۸ء کو یوم امداد باہمی منایا جائے ؛

—— آبدوز کشتیاں روز بروز زیادہ خطرناک ہوتی جاتی ہیں۔ آج کل امریکہ میں ایک ایسی آبدوز کشتی تیار ہو رہی ہے جو ایک وقت میں ساٹھ سرنگیں بچھا سکتی ہے ؛

—— افواہ ہے۔ کہ آئندہ سال شاہ افغانستان جاپان تشریف لے جائیں گے۔

—— یوپی کونسل میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے رزولیوشن کے متعلق دو وزراء رائے راجیشور بالی۔ اور کنور راجیندر سنگھ کو بغیر جانبدار ہونے کی وجہ سے مستعفی ہونا پڑا ہے ؛